بالاکوٹ، مظفر آباد اور باغ میں تین روز

رانا تنویر قاسم

یوں تو پاک چین دوستی کی امین شاہراہ ریشم کی تکمیل سے پہلے بھی کشمیر اور شمالی علاقہ جات اپنے قدرتی حسن، سحر انگیزیوں، ماورائی حسن، فلک بوس حسین پہاڑوں، بل کھاتے دریاؤں اور ندی نالوں، آسمانوں کو چھوتی چوٹیوں اور اہم ترین (Stertegic Position) میں واقع ہونے، وسطی ایشیا، چین، روس اور مشرق بعید کے عین وسط میں اپنی تمام تر رعنائیوں اور اہمیتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے دنیا کو دعوت نظارہ دے رہی تھی، لیکن گذشتہ ایک دہائی سے تو بین الاقوامی طاقتیں اور ادارے اسے خصوصاً ہوس گیر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور کسی نہ کسی طرح سے اس حسین ترین خطہ کو اپنے تصرف میں لانے کے درپے تھے۔

جس کیلئے وہ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں سے مسلسل رابطوں میں تھے اور عین قریب تھا کہ بین الاقوامی سامراجی دیو اس حسین ''پری'' کو اپنے تسلط میں لانے کیلئے کوئی گھناؤنا قدم اٹھاتے کہ جس کو ہماری حکومت، سیاست اور مذہبی اجارہ دار کبھی نہ روک پاتے کہ قدرت نے نہایت سرعت اور آناً فاناً ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کرنے کیلئے ایک ایسا قدم اٹھایا کہ انسانی تاریخ حیران و پریشان اور بین الاقوامی غاصب انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے اور ان کی سوچ اور ترجیحات کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا۔ صاف ظاہر ہے گھر کو بچانے کیلئے اس کے مکینوں کو ہی قربانی دینی پڑتی ہے۔ لہٰذا ہزاروں ننھے منے معصوم بچوں، نوخیز کلیوں اور مرد و زن کو اپنی گود میں جھولا جھولا کر صبح نور کے تڑکے میں اور سحر گاہی کی لوریاں سنا کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گہری نیند سلا دیا اور چند سیکنڈوں میں ہی ہنستی بستی وادی کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی اور پھر مقامی اور بین الاقوامی ترجیحات کا رخ بجائے غاصبانہ کے رحیمانہ ہو گیا۔ اب وہ دن رات اس کی تعمیر نو میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ ایک وقت تھم گیا، ترجیحات بدل گئیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ خطہ ہمیشہ کیلئے یا طویل عرصہ تک ان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو گیا ہو۔

قیامت کے ان لمحات، تباہکاریوں اور پھر تعمیر نو کے کاموں میں مصروف قومی اور بین الاقوامی اداروں کی دلچسپیوں، کارکردگی کا جائزہ لینے اور تعمیر نو کے اس کار خیر میں مصروف انسانوں کی تگ و دو اور کوششوں میں مگن ان مخصوص گروہوں اور انسانوں کے پاکیزہ عمل کو بچشم خود دیکھنے کی خواہش اور عزم لیے ہم بھی بالاکوٹ، مظفر آباد اور باغ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جس کیلئے ملکی سطح پر سلف صالحین کی واحد نمائندہ جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سفری انتظامات کر رکھے تھے۔ سینئر پروفیسر ساجد میر کی اقامت گاہ پارلیمنٹ لاجز سے ہمارا قافلہ نکلا۔ ان کے ہمراہ ریلیف کمیٹی کے ممبران حاجی عبدالرزاق، میاں نعیم الرحمٰن، رانا نصر اللہ خان، مولانا فضل الرحمٰن مدنی (مشیر وزیر اعلیٰ سرحد) کے علاوہ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا شعیب میرپوری اپنی رضا کار برطانوی ٹیم کے ساتھ شریک تھے۔ جن میں قاری طاہر طیب، برادر مظہر اقبال، برادر نعیم محمود، برادر فاروق حسین، برادر محمد صفدر، عبدالستار، مولانا عبدالودود، اللہ رکھا ناز، رحمت اللہ رحمانی اور راسب حسین شامل تھے۔ میاں نعیم الرحمٰن نے گاڑی سٹارٹ کی تو انہیں اپنے مرحوم والد گرامی میاں فضل حق یاد آ گئے کہ وہ اس طرح قافلوں کی صورت میں تبلیغی و دعوتی پروگراموں کیلئے نکلا کرتے تھے۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے پروفیسر ساجد میر نے تائید کی اور مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

جب ہری پور پہنچے تو وہاں سے بلوچستان کے امیر مولانا محمد علی ابوتراب اپنے ساتھیوں کے ساتھ قافلے میں شامل ہو گئے۔ رات ایبٹ آباد کے سرکٹ ہاؤس میں گزاری، جس میں بھی زلزلہ کے باعث بڑی بڑی دراڑیں واضح نظر آ رہی تھیں، جہاں مولانا فضل الرحمٰن مدنی نے قیام و طعام کا بہترین انتظام کروا رکھا تھا۔ سرحد اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر مشتاق غنی نے وفد کو پرتکلف عشائیہ دیا۔ تحصیل ناظم ایبٹ آباد سیف اللہ جدون بھی ملاقات کیلئے وہاں پر موجود تھے۔ جن سے علاقے میں ہونے والی زلزلہ کی تباہی، فوج اور حکومت کی امدادی سرگرمیوں پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ مشتاق غنی نے بتایا کہ ایبٹ آباد کے گرد و نواح کی آبادیاں مکمل طور پر ملیامیٹ ہو گئی ہیں۔ اس علاقے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اس طرح سیف اللہ جدون نے بھی حکومتی غفلت اور بعض فوجی افسران کے رویئے پر تنقید کی۔ اگلی صبح ہم بالاکوٹ کیلئے نکلے۔ میڈیا کے ذریعے متاثرہ علاقوں میں کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں کے بارے میں تفصیلی خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ یقیناً ان کے کارکن دن رات بحالی کے کاموں میں مصروف نظر آئے، تاہم ان میں کہیں نہ کہیں بدنظمی اور خودنمائی کے آثار کی جھلک دیکھنے کو ملی۔

بالاکوٹ سے 6 کلومیٹر پہلے شاہالہ کے مقام پر جب ہم پہنچے تو ہمیں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر انتظام متاثرین کیلئے قائم کی گئی خیمہ بستی کا وزٹ کرایا گیا، جس پر تقریباً 100 کے قریب خاندان آباد تھے، جن کے کھانے پینے، کپڑوں اور ادویات سمیت دیگر ضروریات کا انتظام وسیع پیمانے پر موجود تھا۔ وہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کا خاموش انداز، بے ریا والہانہ اور منظم کاروائیوں کا تذکرہ بزبان عام تھا۔

تحریک آزادی کیلئے برصغیر میں چلنے والی مجاہدین کی تحریک کے سرخیل ''شاہ اسماعیل شہید'' حریت کے پاسبان جنگ آزادی کے ہیرو اور سید احمد شہید کے تاریخی شہر بالاکوٹ پہنچے۔ شاہراہِ ریشم کے سنگم پر آباد یہ وہی خوبصورت بالاکوٹ تھا' کہ جس کو فرنگی اور بیرونی سیاح دنیا کا حسین ترین مسکن قرار دیتے تھے اور اس جنت نظیر شہر کو ہمیشہ اپنی ہوس گیر نگاہوں کا نشانہ بنائے رکھا کہ جس کی وجہ سے یہاں مجاہدین کے قائد سید اسماعیل شہید اور سید احمد شہید نے بیرونی درندوں کو للکارا' مگر اپنوں کی غداری اور گھر کے بھیدیوں نے ہمیشہ کی طرح میر جعفر اور میر صادق بن کر ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر اپنی دنیاوی ضرورتوں کیلئے سیدین کو اس جنگ آزادی میں تن تنہا چھوڑ دیا' مگر انہوں نے آخری وقت تک اپنے چند جانثاروں کے ساتھ فرنگی غاصبوں اور غداروں کے ساتھ جنگ کی اور بالآخر جام شہادت نوش فرما کر تابد زندہ جاوید ہوگئے۔

نہایت بوجھل اور افسردہ افسردہ بالاکوٹ جو کہ ماضی کا سوئٹزرلینڈ کہلاتا تھا' آج قبل مسیح کے کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا' داخل ہوتے ہوئے تو دل دہل گیا۔ سنسان گلی کوچے ویران بازار اجڑے اور لٹے پٹے گھے' ہر طرف خاموشی اور ہو کا عالم اور جا بجا ننھے منے بچوں کے مدفن اور فضاء میں ان کے آخری ترانے سنائی دینے لگے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں' جو نہ تھمتا تھا' نہ رکتا تھا اور نہ ہی روکنا چاہتا تھا۔ یہاں بھی مقامی لوگوں' خیمہ بستیوں اور کارکنوں کی سرگرمیوں کو بنظرِ عمیق دیکھا تو یہاں بھی لوگ سیاسی جماعتوں سے خفا اور افواج' نیک نام چند این جی اوز کے گن گاتے ملے۔ بالاکوٹ میں خصوصی طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے کیمپوں کا دورہ کیا تو قیادت پر اندھے یقین' وفاداری' جانفشانی اور خدمت کا وافر جذبہ دیکھنے کو ملا۔ یہ سب غالباً سینٹر علامہ پروفیسر ساجد میر کی ولولہ انگیز قیادت اور ان کی دین سے سچی محبت اور انسان دوستی کے جذبے سے سرشاران کی سحر انگیز شخصیت کا اعجاز تھا کہ ان کے سپہ سالار علامہ عبدالعزیز حنیف' مولانا عبداللہ ناصر رحمانی' حافظ عبدالکریم' مولانا ابوتراب' میاں نعیم الرحمٰن' مولانا محمد شریف چنگوانی اور حاجی عبدالرزاق اپنے اپنے فکری عمل اور عملی محاذوں پر سینہ سپر پائے اور یہ شاید کبھی بھی ممکن نہ ہوتا کہ جب تک تنظیم سے وابستہ غیر ملکی' مقامی مخیر حضرات قائد تحریک پروفیسر ساجد میر کی آواز پر لبیک نہ کہتے اور انہیں اپنے تعاون اور ہمدردیوں سے نہ نوازتے۔ خصوصاً سعودی عرب کے مخیر حضرات اور سعودی حکومت کے تعاون سے کہ جن کے دل میں پروفیسر علامہ ساجد میر کا خصوصی مقام ہے کہ کسی بھی آڑے وقت میں پروفیسر علامہ ساجد میر نے انہیں آواز دی' انہوں نے فوراً اپنا دست وفا ان کی طرف بڑھایا اور انہیں اپنے ہر ممکن یقین اور تعاون سے نوازا۔

مرکز جمعیت کی ریلیف کمیٹی کی امدادی سرگرمیوں میں منفرد بات یہ تھی کہ ان کے کارکنوں میں ڈسپلن' اطاعت امیر اور مستحقین کی تلاش کا ایک مربوط انتظام تھا۔ ان کی خاموشی' بے ریا اور والہانہ اور منظم کارروائیوں کا تذکرہ عام تھا۔ خیمہ بستی کے قیام کا سہرا چیئرمین ریلیف کمیٹی حافظ عبدالکریم کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی فعال اور مستعد ٹیم جن میں سید عبدالحنان شاہ' حافظ حماد شاکر' خالد حجازی اور محمد سلطان شامل ہیں' کے ذریعے اسے آباد کیا۔ حافظ عبدالکریم نے پروفیسر ساجد میر اور ان کے وفد کو امدادی کاموں کی تفصیلات بیان کیں۔ حالیہ سانحہ کے دوران انسانی خدمت اور دینی لگاؤ کی ایک تاریخ رقم ہوتی نظر آئی۔ ان کی اس کاوش کے نتیجے میں درج ذیل اہداف حاصل کئے' جو قابل قدر ہی نہیں قابل ستائش و تقلید بھی ہیں۔ ان کے عبوری اور مستقل بحالی پروگرام کا کل تخمینہ تقریباً ڈیڑھ ارب روپے بتایا گیا ہے۔ ماہ اکتوبر اور نومبر تک کی امدادی سرگرمیوں کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ 4 کروڑ روپے نقدی کی صورت میں متاثرین میں بلاتمیز ورنگ ونسل عقیدہ وفرقہ کے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

۲۔ امدادی اشیاء کی صورت میں اب تک ۶۹۷۵۰۰۰۰ مالیت کے ۲۷۹ ٹرک غذائی اجناس تقسیم کردیئے گئے ہیں۔

۳۔ جدید' پائیدار ۲۲۵۰ خیمے متاثرہ خاندانوں میں موسمی عذاب سے بچانے کیلئے فوری طور پر اولین فرصت میں تقسیم کردیئے گئے ہیں' جن کے ساتھ ۱۰۰۰ گرم بستر ے بھی تقسیم کیے گئے ہیں۔

۴۔ مختلف امدادی کارروائیوں کے دوران ۱۱۰۰۰ غذائی پیکٹ جن میں ایک خاندان کے ایک وقت کا وافر کھانا تھا' تقسیم کیے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پانچ افراد کے کنبے کو ایک خاندان کی اکائی میں تقسیم کر کے اپنی امدادی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

۵۔ جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے زیر انتظام فوری طور پر ۶۷۴۲ انتہائی شدید زخمیوں کو جدید سہولتوں سے مزین ریلیف ہسپتالوں میں طبی امداد مہیا کی گئی ہے۔

۶۔ عارضی مکانوں کی تعمیر کیلئے جمعیت کی ریلیف کمیٹی نے متاثرین کو ۱۳۷۰۰۰ جستی چادریں اور ۱۰۵ واٹر ٹینک مہیا کیے ہیں۔

۷۔ متاثرین کی موسمی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۷۲۰۰ جوڑے گرم کپڑے مہیا کردیئے گئے ہیں۔

۸۔ زلزلہ سے متاثرہ سکول کے بچوں کیلئے سکول بیگ اور درسی کتب کا بھی ایک ٹرک مظفرآباد روانہ کیا گیا۔

مندرجہ بالا اشیاء اور ضروریات زندگی کی تقسیم کے علاوہ بالاکوٹ سے ۶ کلومیٹر کے فاصلے پر شاہالہ کے مقام ایک خیمہ بستی جس میں تقریباً ۳۰۰ افراد رہائش پذیر ہیں' جو تقریباً ہر قسم کی ضروری سہولتوں سے مزین ہے۔ اس کے علاوہ مظفرآباد اور باغ میں بھی ۱۰۰-۱۰۰ خیموں پر مشتمل خیمہ بستیاں بسائی گئی ہیں' جن میں مجموعی طور پر ۱۱۰۰ سے ۱۵۰۰ افراد رہائش پذیر ہیں' ان خیمہ بستیوں میں پکا پکایا دو وقت کا کھانا' بستر' چادریں' کپڑے' جوتے اور تمام اشیاء ضروریہ

مہیا کی گئی ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے پیش نظر ۲۰ ہزار متاثرین کیلئے گھروں کا منصوبہ بھی ہے' جس میں سے اب تک ۱۳۰۰ گھر تقریباً ۵۰۰۰ افراد کیلئے ضلع باغ (آزاد کشمیر) میں مکمل ہو چکے ہیں۔ مزید ۱۳۰۰۰ گھروں اور ۲۰۰ مساجد کے قیام کیلئے سروے مکمل ہو چکا ہے۔ اب تک ۲۵ مساجد کی تعمیر بھی ہو چکی ہے۔ ان منصوبوں پر جمعیت اہل حدیث کے کارکنوں' ذمہ داروں اور عہدیداروں نے سروے مکمل کر لیا ہے۔ ریلیف سرگرمیوں میں جماعت کی ذیلی تنظیموں' اہل حدیث یوتھ فورس اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن نے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

سیدین شہیدین کے شہر سے ہمارا قافلہ گڑھی حبیب اللہ سے ہوتا ہوا مظفر آباد کیلئے روانہ ہوا' جب ہم مری کی پہاڑیوں کو کراس کر رہے تھے تو خیال آیا کہ اس سے پہلے بھی کئی بار مظفر آباد براستہ مری جا چکے تھے۔ اس وقت چہروں پر طمانیت' آنکھوں میں تفریحی خمار اور دلوں میں ہلچل ہوتی تھی' مگر اب کے چہرے سپاٹ' آنکھوں میں حیرت اور دلوں میں بے قراری کے علاوہ سوچوں میں مستغرق خاموش اور ورطہ حیرت میں ڈوبے' قدرت کی شبیہ اور اللہ رحیم و جبار کی طرف سے ہمیں اپنے خاص اندازِ قاہرانہ سے متوجہ کرنا تھا کہ اے انسان تو کیا سمجھ بیٹھا تھا؟ تو اپنی جابرانہ' سفاکانہ اور مکارانہ پالیسیوں سے اس خطہ زمین کو بے راہ روی' عیاشی اور اپنی ملک گیر ہوس گیری کا نشانہ بنا کر یہاں اپنے خونی پنجے گاڑ کر یہاں کے مکینوں اور اردگرد کے علاقوں پر اپنا تسلط قائم کر کے ان کی رگوں سے حمیت اور غیرت کا خون نچوڑ نچوڑ کر پی جائے گا اور پھر مسند اقتدار پر بیٹھ کر نیو ورلڈ آرڈر کی لوریاں سنا سنا کر اور ڈبلیو ٹی او کے تازیانے برسا برسا کر ہمیشہ کیلئے غفلت اور بے توقیری کی نیند سلا دے گا۔

مگر اس سے پہلے تو اپنے سفاکانہ گل کھلاتا' میں نے [illegible] لمحہ میں تمہیں اور تمہارے حواریوں کو خبردار کر دیا ہے [illegible] رخ کبھی رخ نہ کرنا' کہ یہاں کی سادہ' پارسا مخلوق اور حسین وادیوں میں بذات خود پہریدار ہوا۔

جس کیلئے یہاں کا بچہ بچہ' بوڑھا' جوان اور مرد و زن ہمہ وقت قربانی کیلئے تیار ہے اور پھر تو نے دیکھ لیا۔ ان سب نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر اور اپنے مسکن کو اجاڑ کر تمہاری کرتوتوں اور سازشوں کے آگے اپنے گوشت اور خون سے ناقابل تسخیر فصیل کھڑی کر دی ہے۔ انہیں سوچوں اور گم سُم بالآخر مظفر آباد کی آبادی میں داخل ہو گئے۔

ہر طرف دھواں ہی دھواں اور خوفناک اجڑی وادیاں اور ویران بستیاں ہمارا منہ چڑا رہی تھیں کہ ناعاقبت اندیش اور کوتاہ قد حکمرانوں نے کبھی یہ نہ سوچا کہ میری کوکھ میں قدرتی معدنی ذخائر کے دفینے تمہیں دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ ہمیں نکالو' مخلوق خدا اور ارض پاکستان کی خوشحالی کیلئے تصرف میں لے آؤ' ورنہ میں خود بخود دھرتی کا سینہ چیر کر اور بے حجاب ہو کر تمہارا منہ نوچ لوں گی اور پھر میں تمہارے لئے رحمت نہیں' زحمت بن جاؤں گی اور پھر وہی ہوا کہ جس کا ڈر تھا۔

مظفر آباد داخل ہوتے ہی ایک طرف دریائے جہلم اور دوسری طرف دریائے نیلم آپس میں بغلگیر ہوتے دکھائی دیئے۔ بالکل ماضی کی طرح خاموش' پروقار اور حسین والہانہ ملاپ اور آپس میں اٹھکیلیاں کرنا اب ذرا بھی اچھا نہ لگا' نہ دل کو بھایا۔ پل عبور کرتے ہی نظروں نے محترمہ شیریں وحید کے عالیشان گیسٹ ہاؤس کو ڈھونڈنا چاہا' مگر خاک پیوند حسین آماجگاہ بمعہ اپنی تخلیق اور تعمیر ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکی تھی اور اس کی نشاندہی کیلئے ایک ستون بھی سلامت نہ بچا تھا۔

شہر میں داخل ہوتے ہی ہم نے اس کی مشہور مدینہ مارکیٹ کو ڈھونڈنا چاہا اور شاہراہوں کے اردگرد نئی تعمیر شدہ عروس البلاد اور خوبصورت عمارتوں کا نظارہ کرنا چاہا مگر یہاں تو ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی۔ سب عمارتیں' مکانات' بازار' کالجز' سکول' ہسپتال اور دفاتر ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکے تھے اور ان کے ساتھ ان کے مکین بھی خاک وخون میں نہائے بے گور و کفن زندہ در گور ہو گئے تھے۔ شاید مظفر آباد کے ان ہنستے بستے خوشحال مکینوں کے بے کفن جنازے بھی آسمان پر منڈلاتی گدھوں نے ہی پڑھے ہوں گے کہ انہیں کافی مدت کے بعد انسانی گوشت اور خون میسر آیا۔

مظفر آباد کے بازاروں اور گلیوں سے ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی تعفن اور بدبو آ رہی تھی۔ یہاں سے چند قدم آگے مظفر آباد نیو کیمپس یونیورسٹی کو دیکھنا چاہا تو سوائے مین گیٹ کے ایک ستون کے اور اس کے ساتھ لپٹے ہوئے بورڈ کے کچھ نظر نہ آیا۔ سب کچھ ملیامیٹ ہو چکا تھا اور ایسا ہی ہولناک اور کربناک منظر سی ایم ایچ پیش کر رہا تھا۔ جہاں کبھی مریض اور مسیحا کے پاکیزہ کردار اپنا لافانی اور انسانی خدمت کی لازوال مثالیں رقم کر رہا تھا اور اب وہاں نہ مریض اور نہ مسیحا' نہ مطب اور نہ ہی طبیب' سب کے سب اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھا کر خاک نشین ہو چکے تھے۔ یہ قدرت کی طرف سے عذاب کی صورت میں ایک تنبیہ اور للکار تھی کہ لوگو! اپنی سمت درست کر لو اور اپنا رخ بے راہ روی اور منافقانہ راہوں کی طرف سے موڑ کر سچائی اور پاکیزگی کی طرف موڑ لو ورنہ میں چند لمحوں میں ہی تمہیں بمعہ تمہارے جدید اسباب کے کہ جن کے ذریعے تم اتراتے پھرتے ہو اور قتل و غارت کا بازار گرم کیے ہوئے ہو' نیست و نابود کر دوں گا۔ اپر چھتر کا علاقہ معجزاتی طور پر محفوظ رہا۔ اگرچہ عمارتوں میں دراڑیں نظر آئیں' مگر بیشتر مکانات محفوظ دیکھنے کو ملے' وہیں جامعہ محمدیہ عظیم دینی درسگاہ بھی اللہ کے فضل سے محفوظ رہی' جس کے بانی مولانا محمد یونس اثری مرحوم ہیں۔

اب ان کے لائق فرزند پروفیسر شہاب الدین مدنی حق جانشینی ادا کرتے ہوئے اپنے والد کے مسند پر فائز احسن طریقے سے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے ہونہار بیٹے دانیال شہاب بھی بحالی کی سرگرمیوں میں متحرک نظر آئے۔ رات کے قیام مدرسے میں کیا۔ وہاں یہ امر بھی قابل غور تھا کہ سب سے زیادہ نقصان سکولوں اور کالجوں کا ہوا' جن میں زیر تعلیم طالب علم' اساتذہ اور ملازمین سب کے

ب ملبوں کے ڈھیر کے نیچے دب کر موت کی وادی میں پہنچ گئے۔ اس وجہ سے کہ قدرت کو شاید تمہارا اندازِ تعلیم اور تربیت کا یہ بے باکانہ انداز پسند نہ آیا ہو اور یا بے ضمیر، لالچی اور سفاک سرکاری درندوں اور ٹھیکیداروں نے اپنی اپنی کمیشن اور ڈھیروں منافع کی خاطر ناقص تعمیر کر کے عزرائیل کے حواریوں کا کردار ادا کیا ہو۔

یہ بھی ایک عجیب منظر دیکھنے کو ملا کہ اگر ایک پانچ یا چھ منزلہ عمارت زمین بوس ہوئی ہے تو اس سے ملحقہ ایک یا دو منزلہ عمارت بالکل محفوظ رہی یا اگر ایک یا دو منزلہ عمارت کھنڈر میں تبدیل ہوئی ہے' تو اس سے ملحقہ چار یا پانچ منزلہ عمارت بالکل محفوظ رہی ہے۔ دوسری طرف اگر سرکاری عمارت اور دفاتر تباہ و برباد ہوئے ہیں تو شہر کے ارد گرد اور بیچوں بیچ تمام پل بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آئے۔ شاید اس لئے کہ قدرت نے یہ انتظام کیا ہو کہ دنیا بھر سے آنے والی مخلوق' کارکن اور ملک کے دور دراز سے پہنچنے والی امدادی کارکنوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور وہ با آسانی اس ہنستے بستے شہر کے اجڑنے کا منظر دیکھ سکیں' درس عبرت حاصل کریں۔ ان کی اشک جوئی کر سکیں اور دنیا کو اللہ کریم و جبار کی وارننگ سے مطلع کر سکیں۔

مظفر آباد میں ہم نے مختلف قومی اور بین الاقوامی امدادی ریلیف کیمپوں کا دورہ کیا۔ ان کے طریقہ کار اور خدمت کے انداز کو دیکھا۔ ان سب میں ایک قدر مشترک اور خوش آئند بات یہ تھی کہ ہر کوئی انفرادی طور پر اپنی بساط کے مطابق گروہی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک خاص انسانی جذبے سے خدمت میں مصروف تھا' مگر مجموعی طور پر چند خامیاں بھی نظر آئیں' جن کو وقت کے تقاضوں کے پیش نظر نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً خود نمائی' اپنی جماعتوں کی بے جا تشہیر' اپنے اکابرین کی خوشامدیں' گن گانا وغیرہ کہ جس کی وجہ سے چند تنظیموں کے درمیان [illegible] کی صورت بھی دیکھنے کو ملی جو کہ کسی طرح بھی خوش آئند قرار نہیں دی جا سکتی۔ قطع نظر ان سب خامیوں کے ہم بالآخر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ریلیف کیمپوں میں گئے' وہاں کارکنوں کا جوش و خروش' جذبہ ایمانی اور سخت کوشی کو دیکھ کر پہلے سے دیکھی تمام خامیوں کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مظفر آباد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے زیر انتظام جاری امدادی سرگرمیوں اور خیمہ بستیوں کا دورہ کیا اور وہاں کے حسن انتظام اور کارکنوں کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ رب ذوالجلال نے اپنے مخصوص فرشتوں کو زمین پر اتار کر مظفر آباد کی سرزمین میں خدمت انسانی اور اس عظیم جدوجہد میں شامل کر دیا ہو۔

پاکیزہ اور مصفا ماحول' سنجیدہ اور پروقار گفتگو' والہانہ اور عاشقانہ خدمت کا انداز نیز تنظیم اور نظم و ضبط کا حسین و دلفریب منظر قابل دید تھا اور یہ سب جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے سرپرست اعلیٰ سینٹر علامہ پروفیسر ساجد میر اور ان کی ٹیم کی دلی کاوشوں' دینی حمیت اور لگن کا ثمر تھا کہ آج ان کے کارکن ایک منفرد اور صالحانہ انداز میں دین و دنیا کی خیر و برکت سمیٹتے مصیبت کی اس گھڑی میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔ مظفر آباد میں ہمارا مشاہداتی دورہ ایک دن کا تھا۔ یہاں کے دلخراش مناظر لوگوں کے تاثرات اور ان کی حالت زار اور دکھوں کو سمیٹے' مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کے کارکنوں کی دینی' انسانی ہمدردی کی کاوشوں اور ان کے اکابرین' رہنماؤں' اور عہدیداران کی فکر اور انتظام کے حسین امتزاج کا تصور لئے ہم اگلے روز باغ کیلئے روانہ ہوئے اور سوچتے جاتے تھے کہ یہاں کا منظر بھی مظفر آباد سے مختلف نہ ہوگا۔ لہٰذا جو کرب کی پہلی چوٹ ہم نے مظفر آباد میں سہی اور زخم خوردہ دل لے کر باغ پہنچے۔ اس کیلئے اپنے آپ کو پہلے ہی تیار کئے ہوئے تھے۔

باغ پہنچنے سے پہلے راستے میں ایک معروف قصبے چمیاٹی سے گزرتے وقت لوگوں کا جم غفیر دیکھ کر چند منٹ کیلئے رک گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ حکومت کی طرف سے عبوری امداد کیلئے پچیس پچیس ہزار کے چیک وصول کرنے کیلئے یہاں جمع ہوئے تھے۔ وہاں چند معززین اور متاثرین سے گفتگو کے درمیان یہ بات شدت سے محسوس کی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے اس عبوری امداد کی راہ میں مقامی بیوروکریسی رکاوٹ بنی ہوئی ہے جو اس قلیل عبوری امداد کو بھی جزوی طور پر تقسیم کرنے کے بہانے بنا کر لوٹ مار کا ایک انداز اپنائے ہوئے ہے' یعنی کہ متاثرہ خاندانوں کا پورا مکان تباہ نہیں' جزوی تباہ ہوا ہے۔ لہٰذا امداد بھی جزوی ملے گی وغیرہ وغیرہ۔

یہ حلقہ مقامی حکومت سے بالکل نالاں نظر آیا اور لوگ کشمیر کی آزاد حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہاں کی حکومت بالکل مفلوج اور پانچ حکومت ہے جو صرف اپنے چند حواریوں اور متعلقہ افراد کے علاوہ کسی کی بات پر دھیان نہیں دیتی اور یہی حواری حکومت کی فیوض و برکات سے دن رات فیضیاب ہو رہے ہیں۔ عام عوام کیلئے یہاں کچھ نہیں رکھا' سوائے بے توقیری اور آہ و بکا کے۔ ایک اور قابل افسوس واقعہ کا علم ہوا کہ امدادی سامان کے ٹرک میرپور اور باغ کے درمیان متاثرہ علاقوں میں سے بغیر رکے اور امدادی اشیاء کی تقسیم کے باغ شہر میں پہنچ رہے تھے' جس کی وجہ سے اس درمیانی متاثرہ علاقوں کے تباہ حال لوگوں نے ٹرکوں کے قافلوں کو لوٹ کر اپنا اپنا حصہ وصول کر کے انہیں جانے دیا۔

باغ شہر میں پہنچ کر بھی ہمیں مظفر آباد کی طرح یہاں ہر طرف بے گور و کفن لاشوں کی متعفن اور عمارتوں کے ملبوں کے ڈھیروں نے استقبال کیا اور یہاں کا منظر بھی تباہی و بربادی کی وہی داستان بیان کر رہا تھا' جو مظفر آباد میں دیکھا۔ یہاں بھی امدادی سرگرمیوں میں مصروف مختلف تنظیموں اور اداروں کا جائزہ لیا تو سرفہرست جمعیت اہل حدیث کی ریلیف کمیٹی کو ہی یہاں مستعد اور مصروف عمل پایا۔ یہاں بھی رضا کار اپنے قائد سینیٹر پروفیسر علامہ ساجد میر کی سخت ہدایات کی روشنی میں کسی بھی انجام سے بے خوف ہو کر بے ریائی اور نمود و نمائش سے ہٹ کر منفرد اور والہانہ انداز سے متاثرین کی امداد کیلئے دن رات ایک منظم نظام الاوقات

کے تحت کام میں مصروف تھے۔ یہاں باغ میں جو مختلف تنظیمیں خاص طور پر مصروف عمل پائیں' ان میں سے جماعت الدعوۃ' جماعت اسلامی' ایم کیو ایم' ورلڈ فوڈ' برطانیہ کی ہیلپنگ ہینڈ' ایڈ کارپوریشن' الرشید ٹرسٹ' مسلم ریلیف' ایدھی ٹرسٹ اور انصار برنی ٹرسٹ کے علاوہ درجنوں چھوٹی بڑی این جی اوز بھی تھیں' جو اپنے اپنے اطوار اور استطاعت کے مطابق متاثرین کی خدمت کیلئے مصروف تھیں۔

یہاں ایک قابل ذکر بات یہ دیکھنے اور سننے کو ملی کہ مختلف قومی اور بین الاقوامی این جی اوز کی کارکردگی کو ملکی اور مقامی' مذہبی جماعتوں نے بھی سراہا۔ جس سے مبینہ طور پر بنیاد پرست مذہبی عناصر اور لبرل این جی اوز کے مابین نہ صرف فاصلے کم ہوئے بلکہ انہیں ایک دوسرے کے موقف اور طریقہ کار کو سمجھنے کا بھی موقع ملا' جس کی وجہ سے ان کے درمیان تعصبات کے بادل چھٹتے نظر آ رہے تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے تقسیم کی گئی' نقدی رقوم بلا امتیاز تقسیم کی گئی۔ یہ رقم ایم کیو ایم جماعت اسلامی' جماعۃ الدعوۃ' صفا فاؤنڈیشن سمیت دیگر امدادی کیمپوں میں بانٹی گئی آزاد کشمیر روانگی سے قبل ہمارے ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بن چکے تھے' جن میں سے ایک قوی خدشہ یہ تھا کہ شاید پاکستان اور کشمیری عوام پاک فوج کی امدادی سرگرمیوں سے مطمئن نہیں ہیں اور پاک فوج یا حکومت پاکستان کے بارے میں ان کے دلوں میں شکوک وشبہات اور تلخی پائی جاتی ہے۔

مگر چند ایک افراد کے زیادہ تر لوگوں نے واشگاف کہا کہ اگر ہمارے فوجی بھائی اور مسلح افواج کے مستعد کارکن یہاں بروقت نہ پہنچتے تو انسانی جانوں کا ضیاع اس سے کہیں بڑھ کر ہوتا اور ہم پاک فوج کے کردار کو جو وہ ان موقعوں پر نبھاتی ہے' خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور مسلح افواج کے کارکن مظفر آباد' باغ' راولاکوٹ اور متاثرہ دور دراز علاقوں میں کہ جہاں تک ان کی رسائی ممکن تھی' پہلے ہی دن پہنچ گئے تھے۔ جس کی واضح مثال میں یہ پیش کروں گا کہ وہاں پر مصروف مذہبی جماعتوں کے کئی کارکنوں اور عہدیداروں نے کہا کہ اگرچہ ہم فوج کے حامی نہیں ہیں' مگر اس ہولناک تباہی اور امتحان کی اس کٹھن گھڑی میں اگر مسلح افواج اپنا مخصوص کردار ادا نہ کرتی تو امدادی سرگرمیوں کا اتنا بڑا کام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

ایک خوش آئند تبدیلی جو نظر آئی وہ یہ تھی کہ جو حلقے جو مختار کشمیر کے راگ الاپتے رہے تھے' وہ بھی پاکستانی عوام' حکومت اور مسلح افواج کی اس بے مثال قربانی اور ایثار کو دیکھ کر دنگ رہ گئے اور وہ اب پاکستان اور مسلح افواج کے قصیدے پڑھتے نہیں تھکتے تھے۔ باغ سے واپسی پر وفد نے سابق آزاد کشمیر اور مسلم کانفرنس کے چیئرمین سردار عبدالقیوم خان سے اس کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی۔ سردار قیوم کا کہنا تھا کہ زلزلہ سے ۲ لاکھ کے قریب اموات ہوئی ہیں۔ یہ تباہی اس قدر تھی کہ اس کیلئے بڑے سے بڑا آپریشن بھی کم نظر آتا ہے۔ فوج کے کردار کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر فوج نہ ہوتی تو سارے بھاگ جاتے' جہاں تک نیٹو افواج کا تعلق ہے تو وعدے کے مطابق واپس جائیں گی۔ ان کے بارے میں تمام خدشات بے معنی ہیں۔ کم از کم میں ضمانت دیتا ہوں کہ نیٹو افواج جھوٹ نہیں بولتی۔ سردار قیوم خود مختار کشمیر کے حامیوں پر خوب برسے اور کہا کہ خود مختار کشمیر کا نعرہ ذہنی عیاشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جے کے ایل کے لوگ پاکستان کے دشمن ہیں۔

زلزلہ سے سردار قیوم کا گھر بھی بری طرح متاثر ہوا۔ ہمیں انہوں نے باورچی خانے میں بٹھایا' کیونکہ گھر کا بیشتر حصہ متاثر ہو چکا تھا۔ ان کے ہمراہ ان کے لائق فرزند سردار عتیق بھی موجود تھے' جنہوں نے وفد کو مستقبل کے حوالے سے ماہرین ارضی کے خدشات بھی بیان کیے۔

ہمارے اس مشاہداتی دورے کے دوران کم از کم ہمیں تو کسی معروف سیاسی جماعت کا امدادی کیمپ نظر نہیں آیا۔ جمہوریت کی دعویدار بڑی سیاسی جماعتوں خصوصاً مسلم لیگ (ق)' پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے علاوہ تمام سیاسی کارکنوں کیلئے بھی یہ لمحہ فکریہ اور باعث ندامت ہے۔

امدادی کارروائیوں کے حوالے سے مقامی لوگوں کے تاثرات معلوم کرنے پر انہوں نے نہایت عقیدت' احترام اور خوش کن انداز سے چند این جی اوز اور خصوصاً مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ریلیف کیمپوں' خیمہ بستیوں' سکولوں' دینی مدارس اور دارالیتامیٰ کے قیام اور انتظام کو خوب سراہا اور ان کی قیادت کو خراج عقیدت پیش کیا کہ تمام امدادی اداروں اور تنظیموں سے ہٹ کر اہل حدیث ریلیف کیمپوں کا انداز جداگانہ' منفرد' بے ریانہ اور صرف اور صرف مخلوق خدا کی خدمت اور رب غفور وکریم کی خوشنودگی اور فضل وعطا کو ہی اپنا مرہون منت پایا اور ہمارا یہ پیغام دوسری تنظیموں پر پہنچ جانا چاہئے کہ خدارا چھوٹے موٹے اختلافات بھلا کر اپنی دنیاوی فوائد سے قطع نظر ایسی کارکردگی اور اس کے حسن انتظام کو مشعل راہ بنا کر اپنا یہ نیک اور مبارک سفر جاری رکھیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اپنے قائد سینیٹر پروفیسر علامہ ساجد میر کی خصوصی ہدایت پر متاثرین کے بچوں کیلئے تعلیم وتربیت کا خصوصی پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ خیمہ بستیوں کے نزدیک مساجد' سکولز اور ہسپتالوں کی تعمیر کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ خیمہ بستیوں میں مکمل گھریلو ماحول مہیا کرنے کے علاوہ پردہ کا خصوصی خیال واہتمام کیا گیا ہے اور سکولوں اور دینی مدرسوں میں دینی ودنیاوی علوم کی تربیتی کلاسوں کے علاوہ ترجمہ قرآن کی کلاسوں کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اور مساجد میں ذکر واذکار کی محافل کیلئے بلا عقیدہ وفرقہ کے انتہائی پاکیزہ ماحول میسر کیا گیا ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قائد سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے ریلیف کیمپوں کا جائزہ لینے کیلئے ان کے زیر انتظام خیمہ بستیوں' سکولوں' دینی مدارس' دارالیتامیٰ' میڈیکل ریلیف کیمپوں اور انتظامی دفاتر کا معائنہ کیا اور کارکنوں و

باقی صفحہ 38 پر